ڈاکٹر محمد رمضان*

علامہ اقبال کی متروکہ نظم "نالہ یتیم" کا تجزیاتی مطالعہ

Abstract: *An endeavor has been made in this article to analyze one of Iqbal'spoem "Nala-e-Yateem" which was read in the 15th annual meeting of "Anjuman Himayat-e-Islam". Iqbal was introduced to the public due to this poem. The effort has also been made to find out the reason why Iqbal excluded the poem "Nala-e-Yateem"while compiling his masterpiece "Bang-e-Dara" in 1924?.*

انجمن حمایتِ اسلام لاہور 24 ستمبر 1884ء کو قائم ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان میں انگریزوں کی سیاسی طاقت عروج پر تھی۔ عیسائی مشنریوں کی تبلیغ سے ہزاروں افراد عیسائیت کی طرف مائل ہو رہے تھے اور اس کے سدِباب کے لیے کوئی ادارہ یا تنظیم موجود نہیں تھی جہاں اُن کی بہبود کے لیے کوئی قدم اُٹھایا جا سکے، ان ہی مقاصد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انجمن حمایتِ اسلام کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس انجمن نے سر سید احمد خان (1817...1897ء) کی علی گڑھ تحریک کی طرح اپنے کام کو آگے بڑھایا۔ خاص کر اسلام اور اسلامی اقدار کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں اس نے بیش بہا خدمات سر انجام دیں۔ یہ انجمن ملی چندہ کے ذریعے چلتی تھی۔ چنانچہ اسے ایسے ذرائع کی تلاش رہتی تھی جن سے اسے چندہ حاصل ہو سکے۔ یہ اجلاس پنجاب اور بیرونِ پنجاب کے لیے سالانہ میلے کی حیثیت رکھتے تھے۔ اسلامیہ ہائی اسکول، شیرانوالہ دروازہ لاہور کے وسیع صحن میں اس کے جلسوں کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ اس کے اسٹیج پر ممتاز علماء، ادباء، شعراء اور دیگر رہنما جلوہ افروز ہو کر اپنے ایمان افروز خطبات سے لوگوں کے دلوں کو حیاتِ تازہ کا پیام دیتے تھے۔

انجمن حمایتِ اسلام کی سرگرمیاں مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کے لیے بھی بہت معاون ثابت ہوئیں۔ تحریکِ پاکستان، مسلم لیگ اور قائداعظم محمد علی جناح کے پیغام کی اشاعت اور ابلاغ کے سلسلے میں انجمن نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ انجمن کے سالانہ جلسوں کے ضمن میں سینکڑوں مشاعرے منعقد ہوئے جن سے اُردو زبان و ادب کو بہت فروغ ملا۔ تاریخ ادب میں "انجمن حمایتِ اسلام" کے ذکر کے بغیر اُردو نظم کا باب ادھورا ہے۔ اس کے سالانہ جلسوں میں پڑھی جانے والی بے شمار نظموں کو قومی سطح پر بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہی وہ پلیٹ فارم تھا جس کے ذریعے علامہ اقبال بھی قومی سطح پر متعارف ہوئے، ورنہ وہ اس سے قبل محض شیخ اقبال کے نام سے جاتے تھے۔

"آپ نے یہ نظم ہزاروں کے مجمع میں پڑھی تھی"۔ (۲)

* اسسٹنٹ پروفیسر، صادق پبلک اسکول بہاولپور

محمد حنیف شاہد لکھتے ہیں:

”نالہ یتیم“ کے نفسِ مضمون اور شاعر کے دل کش لہجے نے وہ سماں باندھا کہ حاضرین ہمہ تن گوش تھے اور اُن کی آنکھیں اشک بار تھیں“ (۳)

جب یہ نظم پڑھی جا رہی تھی تو چند بند پڑھے جانے کے بعد اس غرض سے روک دیا کہ نظم کی مطبوعہ کاپیاں ابھی باقی تھیں انہیں فروخت کر لیا جائے پھر ہر کاپی کی قیمت چار روپے مقرر کی گئی لیکن اس کے باوجود مانگ میں اضافہ ہوتا گیا۔ چنانچہ بعض حضرات نے کاپیاں خرید کر انجمن کو اس شرط پر عطیہ کر دیں کہ کوئی جلد پچاس روپے سے کم فروخت نہ ہو۔ چند لمحوں بعد وہ کاپیاں بھی فروخت ہو گئیں۔ اقبال کے والد بھی اس جلسے میں شریک تھے۔ انہوں نے بھی سولہ روپے میں ایک جلد خریدی۔ (۴)

علامہ اقبال کی شاعرانہ زندگی پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ عیاں ہوتا ہے کہ وہ مشاعروں کے شاعر نہیں تھے۔ وہ زندگی میں بہت کم مشاعروں میں شریک ہوئے۔ انہیں واہ واہ سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ اُن کی شاعری فکری اعتبار سے بہت بلند ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنا پہلا پیغام کسی مشاعرے میں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد کے مجمع میں لوگوں تک پہنچایا۔

سیّد نذیر نیازی لکھتے ہیں:

”سامعین کی آنکھوں سے گوہر آب دار ٹپکنے لگے۔ مولوی نذیر احمد نے سنا تو کہہ اُٹھے کہ انیسؔ و دبیرؔ کے مرثیے سنے ہیں مگر اس پائے کی نظم کبھی سننے میں نہیں آئی، جو اثر اس نے میرے دل پر کیا ہے وہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔“ (۵)

اس نظم کے پڑھنے سے جہاں سامعین نے اشک فشانی کی اس کے ساتھ ساتھ خوب زر فشانی بھی ہوئی۔ مولوی عبد الرزاق راشد (1898.....1967) لکھتے ہیں:

”یہ نظم سراپا سوز و گداز اور مجسم درد و تاثیر ہونے کے باعث خاص و عام میں اس قدر مقبول ہوئی کہ ایک دفعہ پڑھی جانے سے تسلی نہ ہوتی۔ اکثر بند بار بار پڑھوائے گئے جن کا اثر سامعین پر یہ ہوا کہ ان کے سست پائے چست ہو گئے اور اُن کی اخوت و ہمدردی ایسی شکل میں ظاہر ہوئی کہ چاروں طرف سے چندوں کی بوچھاڑ ہونے لگی اور بے کس و بے بس اطفالِ قوم کے واسطے سیم و زر کا ڈھیر لگ گیا۔“ (۶)

اقبال نے اپنی شاعرانہ زندگی کا باقاعدہ آغاز قومی شاعر کی حیثیت سے کیا۔ ”نالہ یتیم“ ایک قومی پلیٹ فارم پر پڑھی گئی۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُن کی شاعرانہ زندگی کی ابتداء قومی شاعری کی بنا پر ہوئی۔ مولوی احمد دین لکھتے ہیں: ”اقبال جو اسلام اور اسلامیوں کا گرویدہ اور دل دادہ ہے اپنی شاعرانہ زندگی کی ابتداء ”نالہ یتیم“ سے ہی کرتا ہے“ (۷)

بانگِ درا کی ترتیب کے وقت اقبال نے اپنے کلام کو خوب پرکھا۔ اس میں بے شمار ترامیم و اضافے کیے۔ اس لیے "نالہ یتیم" بھی اُن کے معیار پر پورا نہ اُتر سکی اور اسے حذف کر دیا۔

ڈاکٹر گیان چند جین اس نظم کے حذف ہونے پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فنی اعتبار سے مجھے "نالہ یتیم" میں کوئی سقم دکھائی نہیں دیتا۔ اس میں چستی اور پختگی ہے۔ اس کے ترک کی وجہ اس کا موضوع ہو سکتا ہے۔"(۸)

اگرچہ اُردو تحقیق و تنقید میں ڈاکٹر گیان چند جین کو بلند مقام حاصل ہے مگر اُن کی رائے سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا کہ اس نظم میں کوئی سقم نہیں دکھائی دیتا۔ جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ یہ نظم 1900ء میں انجمن حمایتِ اسلام کے پندرھویں اجلاس میں پڑھی گئی۔ اُس وقت اقبال کی عمر تقریباً 23 برس کے لگ بھگ تھی۔ جاوید اقبال (1924ء-2015ء) لکھتے ہیں:

"اقبال گورے چٹے رنگ کے دبلے پتلے اور خوب صورت جوان تھے۔ انہوں نے عینک لگا رکھی تھی، شلوار قمیض، سیاہ اچکن اور رومی ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ نظم کا موضوع دردمندانہ تھا، زبان سادہ تھی، آواز بلند اور دلکش اور پڑھنے کا انداز پُرسوز تھا۔ اُن کی ساحری نے ہُو کا عالم طاری کر دیا تھا۔"(۹)

اقبال نے جس عمر میں نظم انجمن حمایتِ اسلام کے پلیٹ فارم پر پڑھی یہ عمر جوش، جذبے، خواہشات اور تخلیقی صلاحیتوں سے بھرپور ہوتی ہے۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ یہ وہ نظم ہے جس کے 34 مسدس بند جن کے اشعار کی تعداد 103 ہے۔ یہ نظم پڑھنے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ اس میں آمد کی بجائے آورد کا پہلو نمایاں ہے۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ اقبال پہلی بار عوامی سطح پر جلوہ افروز ہو رہے تھے۔ جہاں عوام و خواص اور بزرگان کی تعداد سینکڑوں میں متوقع تھی۔ چنانچہ انہوں نے اس نظم کو موثر بنانے کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ نظم کے مطالعے سے شاعر کی جوانیِ طبع، ایک سیلِ رواں کی طرح محسوس ہوتی ہے۔ انہوں نے نظم میں بلند آہنگ اور فارسی تراکیب کا خوب استعمال کیا ہے۔ مرزا غالب کی تقلید میں بھی بے شمار تراکیب کا سہارا لیا گیا اور بے محل اضافتوں سے اس نظم کا حسن ماند پڑ گیا۔ معنی کا پلہ ہلکا رہ گیا اور اضافتیں اور تراکیب ہر جگہ نمایاں ہو گئیں۔ مندرجہ ذیل بند ملاحظہ کیجیے جس سے اندازہ ہو گا کہ اضافتوں کی بھرمار نے معنی کو کس قدر پیچھے چھوڑ دیا:

خارِ حسرت غیرتِ نوکِ سناں ہونے لگا
یوسفِ غم زینتِ بازارِ جاں ہونے لگا
دل مرا شرمندہ ضبطِ فغاں ہونے لگا
نالہ دل روشناسِ آسماں ہونے لگا
کیوں نہ وہ نغمہ صدائے رشکِ صد فریاد ہو
جو سرودِ عندلیب گلشنِ برباد ہو(۱۰)

اس بند سے اندازہ ہوتا ہے کہ تراکیب کی بھرمار سے معنویت دب کر رہ گئی ہے۔

"نالہ یتیم" میں اقبال نے آنحضرتؐ کی زبانی یہ اشعار کہلوا کر دلوں کو گرمانے کا بھرپور اہتمام کیا۔

یہ دُعا میدانِ محشر میں بڑی کام آئے گی
شاید شانِ کریمی سے گلے ملوائے گی
آتشِ عشقِ الٰہی سے تمھیں گرمائے گی
جو نہ موسیٰ نے کبھی دیکھا تھا تمھیں دکھلائے گی
جس طرح مجھ کو شہیدِ کربلا سے پیار ہے
حق کو یتیموں کی دُعا سے پیار ہے(۱۱)

اس نظم کی طوالت کا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مولانا الطاف حسین حالی(1914ء-1837ء) کے زمانے ہی سے قومی جلسوں میں طویل نظمیں سنانے کی روایت چلی آرہی تھی جن میں مسدس حالی کے بشمول "شکوہ ہند"، "مدرستہ العلوم"، " ننگِ خدمت"، " قوم کا متوسط طبقہ"، "جشن قومی"، "گدایانِ قوم"، " فلسفہ ترقی"، "انجمن حمایتِ اسلام" اور " ترغیبِ امدادِ یتیماں" ایسی قومی نظمیں ہیں جن کے اشعار کی تعداد سو سے زائد ہے۔

"نالہ یتیم" کی طوالت سے اس میں کچھ فنی خامیاں بھی پیدا ہوئیں۔ اس نظم میں شاعر کا قوتِ خیال ایک ہی کیفیت کے اظہار کے لیے نئے نئے پیرائے بیان تراشنے میں صرف ہوا۔ بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں نظم کے مرکزی خیال سے کوئی تعلق نہیں بنتا اور ہر بند نظم کے عنوان اور مرکزی خیال سے باہر ہو جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل بند ملاحظہ ہو۔ اس بند کا یتیم کی فریاد سے کوئی واسطہ نہیں ہے:

دوپہر کی آگ میں وقتِ درد دہقاں پر
ہے پسینے سے نمایاں مہرتاباں کا اثر
جھلکیاں اُمید کی آتی ہیں چہرے پر نظر
کاٹ لیتا ہے مگر جس وقت محنت کا ثمر
یا محمدؐ کہہ کے اُٹھتا ہے وہ اپنے کام سے
ہائے کیا تسکین اُسے ملتی ہے تیرے نام سے (۱۲)

اس بے ربطی کی وجہ سے نظم کے مجموعی تاثر کو نقصان پہنچا۔ ایک اور بند ملاحظہ کیجیے جس میں تراکیب کی خوب بھرمار ہے۔:

قابلِ عشرتِ دل خو کردہ حسرت نہیں
در خور بزمِ طرب شمعِ سرِ تربت نہیں
زیرِ گردوں شاہد آرام کی صورت نہیں
غیر حسرت غازہ رخسارہ راحت نہیں
صبح عشرت بھی ہماری غیرتِ صد شام ہے
ہستی انساں غبارِ خاطرِ آرام ہے (۱۳)

اقبال نے جب "بانگِ درا" مرتب کی تو فکر و فن کے لحاظ سے اُن کا معیار بہت بلند ہو چکا تھا اور یہ نظم بھی اُن کے معیار پر پورا نہ اُتر سکی کیوں کہ وہ اپنے کلام کے خود بہت بڑے ناقد تھے۔ انہوں نے کلام میں فکر کے ساتھ فن کو بھی ملحوظ رکھا۔ بندش و اسلوب کے سلسلے میں کسی قسم کی رعایت نہیں برتی۔ انہوں نے ہر جگہ مقامیت کی جگہ آفاقیت کو اولیت دی اس لیے اس نظم کا موضوع اور مواد اُن کے معیار پر پورا نہ اُتر سکا اور اسی وجہ سے اُس کو "بانگِ درا" کے شایانِ شان نہ سمجھا۔ ورنہ بہت سی نظموں میں انہوں نے ترامیم و اضافے کیے مثلاً "ہمالیہ" سے بارہ اشعار حذف کیے اور اس کے کئی اشعار میں تبدیلی کی۔ "گلِ رنگیں" سے نو اشعار حذف کیے، "صدائے درد" سے بیس اشعار نکال دیے، "سید کی لوحِ تربت" سے بائیس اشعار نکالے اور "خفتگانِ خاک سے استفسار" سے اٹھارہ اشعار کو متروک قرار دیا، تو اس نظم میں اگر کوئی سقم نہ ہوتا تو کم از کم اس کے کچھ اشعار کو شامل کر لیا جاتا اور اگر اس کے عنوان سے اقبال کو کوئی اختلاف ہوتا تو انہوں نے بے شمار نظموں کے عنوانات تبدیل کیے۔ اس کا عنوان بھی تبدیل کر کے "بانگِ درا" میں شامل کر لیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا کیوں کہ انہوں نے نہ صرف کلام کے معنوی پہلوؤں کو ملحوظ رکھا بلکہ وہ فنی اعتبار سے بھی کلام کو ہر جگہ پرکھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اپنے کلام کو خوب بنانے کی غرض سے وہ تخلیقِ شعر کے مرحلے سے لے کر اشاعتِ شعر کے مرحلے تک نوک پلک درست کرتے رہے۔

اس بات کا اندازہ "بانگِ درا" طبع اول اور اُس کی دو معاصر اشاعتوں "کلیاتِ اقبال" مرتبہ: عبدالرزاق اور "اقبال" از: احمد دین کے متون کے تقابلی مطالعے سے ہوتا ہے۔ یہ اسی پرکھ اور کاٹ چھانٹ کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے اپنے کلام میں سے پچپن فی صد کلام میں ترامیم و اضافے کیے۔ 1924ء تک جو کلام اُن کے معیار پر پورا نہیں اُترا اُس کو متروک کر دیا۔ انہوں نے بے مقصدیت کی جگہ مقصدیت، مقامیت کی جگہ آفاقیت اور زیادہ تر اُس کلام کو جگہ دی جس میں ایک حیات بخش پیغام موجود تھا۔ جب "بانگِ درا" منظر عام پر آئی تو اقبال کے انتخاب کو داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ انہوں نے "بانگِ درا" کو تین ادوار میں تقسیم کیا اور ہر دور کی پہلی نظم اُس دور کی خصوصیات کو ظاہر کرتی ہے۔ پہلے دور میں "ہمالیہ" کی چوٹی نوخیز تخیل کی جولان گاہ ہے۔ اس دور میں اقبال کو یہی بلند ذوق آسمان کی بلندیوں پر لیے پھرتا ہے یعنی پہلے دور کی نظموں کا مرکزی خیال بلندی اور بلند پروازی ہے۔ دوسرے دور کی پہلی نظم "محبت" ہے۔ اس دور کی باقی نظموں میں قانونِ قدرت، محبت کے عنوان سے آفرینشِ عالم کے راز دکھائی دیتے ہیں۔ قانونِ قدرت کے اسرار اور اُن کی تلقین دکھائی دے رہی ہے۔ تیسرے دور کی ابتدائی نظم "بلادِ اسلامیہ" سے ہوتی ہے۔ یہ نظم اس دور کی شاعری کا رخ بتا رہی ہے کہ اس دور میں ملی جذبات کے ہنگامے ہیں اور قوم کی شانِ جمالی کی جھلکیاں، اس دور میں تصوف اور حکمت بھی ملی خدمات گزاری پر مامور دکھائی دیتے ہیں۔ یہ اقبال کی شعوری کوشش تھی جس کے نتیجے میں "بانگِ درا" کا خوب صورت انتخاب ہو سکا۔ یہی وہ وجہ تھی کہ اقبال نے اپنی پہلی عوامی سطح پر پڑھی جانے والی نظم "نالہ یتیم" مکمل طور پر متروک کر دی اور اس کا کوئی ایک شعر بھی "بانگِ درا" کا حصہ نہیں بنایا۔ نظم کا خاتمہ اس بند پر ہوتا ہے:

تھی یتیمی کچھ ازل سے آشنا اسلام کی
پہلے رکھی ہے یتیموں نے بنا اسلام کی
کہہ رہی ہے اہلِ دل سے ابتداء اسلام کی

ہے یتیموں پر عنایت انتہا اسلام کی
کے ساتھ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ (۱۴)

نظم کا موضوع اور مواد اقبال کے معیار پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے اُنہوں نے پوری نظم متروک قرار دے دی۔ اس کا کوئی حصّہ بھی اقبال کے شعری مجموعے کی زینت نہ بن سکا۔

حوالہ جات:

۱۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، "زندہ رود"، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، جلد اول، 1982ء ص 98
۲۔ ایضاً
۳۔ محمد حنیف شاہد "اقبال اور انجمن حمایتِ اسلام"، صفحہ 71
۴۔ جاوید اقبال "زندہ رود"، صفحہ 99
۵۔ نذیر نیازی، سید، "دانائے راز"، اقبال اکادمی، لاہور پاکستان، 1988ء، صفحہ 231
۶۔ محمد اقبال، علامہ، "کلیاتِ اقبال"، مرتبہ: مولوی عبدالرزاق، عماد پریس، حیدر آباد (دکن)، 1924ء"، صفحہ 41
۷۔ مولوی احمد دین، "اقبال"، مرتبہ: مشفق خواجہ، صفحہ 113
۸۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، "ابتدائی کلامِ اقبال"، اقبال اکادمی پاکستان، 2004ء"، صفحہ 22
۹۔ ، "زندہ رود"، صفحہ 98
۱۰۔ مولوی عبدالرزاق، (مرتب) "کلیاتِ اقبال"، صفحہ 159
۱۱۔ ایضاً صفحہ 167 ۱۲۔ ایضاً صفحہ 165
۱۳۔ ایضاً صفحہ 160 ۱۴۔ ایضاً صفحہ 168

☆☆☆☆☆